خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 74

Track 1

Time 18:42

فیض سے کیا مرا د ہے ؟اس کی تشریح کر یں ۔

بھئی کچھ اور سے کیا مراد ہے رو حانیت ایک علم ہے تو ہے کو ئی بھی استاد اپنے
شا گرد کو کیا منتقل کر تا ہے علم یا کچھ اور علم ہی منتقل کر تا ہے اب جس
طرح دنیا کا استاد اپنے شا گردوں کو علوم ہی منتقل کر تا ہے اسی طرح رو
حانی استا د اس کا نام پیرو مر شد رکھ لو اس کا نام پیر صاحب رکھ لو اس کا
نام رو حانی استاد رکھ لو اس کا نامرا نی باغ رکھ لو کچھ بھی رکھ لو برحال وہ
استاد تو ہے ہی تو جس طرح دنیا وی علوم استا د منتقل کر دیتا ہے اپنے شا گرد
کو اس طرح رو حانی استا د رو حانی علوم منتقل کر دیتا ہے رو حانیت سے مرا د
ہے علوم فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا وی علوم میںاستاد کی طرز فکر جو ہے اس
سے آدمی متا ثر ہو تا ہے ۔ کا فی حد تک اپنے استاد کی جو طرز فکر ہے اس کو
قبول کر کے اس سے متا ثر ہو کر اس کے ساتھ چلتا ہے لیکن جب رو حانی شا گر
د اور رو حانی استا د کا تذکرہ آتا ہے اور کو ئی رو حانی ا ستا د رو حانی علوم
منتقل کر تا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ جو استاد کی طرز فکر ہے وہ بھی منتقل
ہو جا تی ہے مثلاً ایک رو حانی آدمی کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کا تواقیر اللہ
کے اوپر ہو نا چا ہئے اس کے اندر استغناء ہو نا چا ہئے کچھ بھی حا لات ہو ں
جب اچھے حا لا ت ہو تے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کر تا ہے اور جب وہ خراب حا
لات سے گزرتا ہے تب بھی وہ اللہ سے رجوع کر تا ہے اللہ سے معافی ما نگتا ہے
تو بہ استغفار کر تا ہے اور یہ بھی سو چتا ہے اس میں کو ئی اللہ کی بہتری ہو
گی ہاب جو پر یشانی ہمیں اللہ نے دی دی لیکن ہم کمزور ہیں ضعیف ہیں ہان
پریشانیوں کا نہیں کر سکتے آپ آپ لئے آسان کر دیں اچھا ئی کا را ستے کھول
دیں مقصد یہ ہے کہ روحانی جو ہے ایک طرزفکر ہے روحانی علوم جو ہیں ان کا
تعلق ایک طرز فکر سے ہے اور وہ طرزفکر یہ ہے کہ رو حانی آدمی کا ذہن ہر
وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے تمام پیغمبروں نے ایک لا کھ چو بیس ہزار
پیغمبر بتا ئے جا تے ہیں تشریف لا ئے دنیا میں تو تمام پیغمبروں کی تعلیمات پر
اگر آپ غور کر یں تو چا ر کتا بیں آپ کے سامنے آئی ہیں اور سب سے بڑی کتاب
قرآن ہے اور قر آن میں ساری کتابوں کو نچوڑ آگیا ہے سارے ہی پیغمبر وں کی
تعلیمات آگئی ہیں اور قرآن کو جب ہم غور سے پڑھتے ہیں تواس میں ایک ہی
بات ملتی ہے کہ بندے کا اللہ کے ساتھ راشتہ اس طرح استوار ہو جا ئے کہ بندے
اپنے ہر عمل کو اللہ کی طرف چھو ڑ دے کہ جو بھی وہ کر ے وہ کر تا رہے اللہ

کے لئے مثلاً اگر وہ کھا نا کھا تا ہے اور کھا نا کھا نے کے بعد اگر وہ اللہ کا شکر ادا
کر ے کہ اللہ نے مجھے وسائل فرا ہم کئے ہےہا ضمہ اچھا دیا ایسا نہیں ہوا کہ کھا
نا کھا کر الٹی نہ کر دو ں ایسا نہیں ہوا کہ مجھے دس آجا ئیں کھا نا میں نے کھایا
پیٹ میں وہ رہا ہاضمہ ہوا اس کے بعدخون بنا خون سے انر جی جسم میں دوڑ
ی اور اگر یہ ساری چیزوں میں اگر وہ غور کر ے کھانا اگر اندر کی مشن بند ہو
جا ئے میرا اندر کی آنتیں کھا نا ظاہر ہے ہضم نہیں ہوگا تو اس کا یہ طرز
فکراور جو کچھ اس مل رہا ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے مل رہا ہے ۔ سورہ
البقرہ کی پہلی آیت ہے ومما رزق ...کہ متقی لو گوں کی یہ پہچان ہے ایسے
لوگوں کی جو متقی ہیں جن کا ایمان مکمل ہے اور جن کا ایمان شعور کے درجے
میں ہے وہ یہ کہتے ہیں جو کچھ ہمیں مل رہا ہے اللہ کی طرف سے مل رہا
ہے ۔ اور ہے اللہ زمین نے پیدا ا کر ے ،اللہ اگربا رش نہ بر سائے، اللہ اگر دھوپ
نہ نکا لے ،اللہ اگر چا ندنی نہ نکا لے اللہ زمیں میں پانی پیدا نہ کرے، کیا چیز
زمین اگ سکتی میں کو ئی چیززمین میں اگ سکتی ہے آپ زمین نہیں بنا
سکتے ،آپ پانی نہیں بنا سکتے، آپ ہوا نہیں بنا سکتے ، آپ دھوپ نہیں بنا
سکتے ، آپ چاندنی نہیں بنا سکتے ،آپ بیج بھی نہیں بناسکتے اگر گہیوں کا بیج
زمین سے نا پید ہو جا ئے اب کوئی ایسی سائنس نہیں ہے جو بیج بنا دے گی ؟ یہ
تو ہو سکتا ہے ایک بیج سے اگر قدرتی طور پرسو دا نے نکل رہے ہیتو آپ اپنے
دماغ سے ان سو د انوں کو دو سو دا نے کر دیں لیکن ان دو سو دا نوں میں بھی
جو بھی چیز آپ استعمال کر یں گے وہ بر حال قدرت کی پیدا ہو گی وہ کو ئی
کیمکلاستعمال کر تے ہیں فٹلئز استعمال کر تے ہیں اب جیسے کھا د ہے اب قدرت
وہ چیزیں زمین میں پیدا نہ کر ے اس سے فٹلئز بنتا ہے تو آپ کیسے بنا لوں گے کو
ئی بھی مثلاً پیدا ہی نہیں ہو سکتے آپاگراللہ نے چا ہے کون آدمی ایسا ہے جو یہ
کہے دے میں تو اپنی مر ضی سے پیدا ہو ا ہوں۔اچھا اللہ تعالیٰ پا گل پیدا کر دے
کون سا ایسا علاج ہے پاگل کا صیحح علاج ہو سکتا ہے ہو ا ہی نہیں جو بچے پا
گل ہو گیا پا گل پن کا کو ئی علاج ہی نہیں ہے ہنئی نئی بیماریاں پیدا ہو تی
ہیں مثلاً کینسر ہے کینسر کا کوئی علاج ہی دریافت نہیںہوا تنے بڑے بڑے
سائنسٹس ہیں جو دعویٰ کر تے ہیں ہم چا ند پر چلے گے خلا ء سیر ہم نے کرلی
اور یہ ہوگیا وہ ہو گیا وہ ہو گیا ان کے سارے بڑے مر گئے وہ اپنی سائنسی ایجا
دات سے مو ت کے ہا تھ میں پنجا نہیں ڈال سکتے موت کو نہیں بھا گا سکتے تو
جب ہم غور کر تے ہیں اپنی زندگی پر تو زمین کی زندگی پر آئندہ مستقبل پر
ماضی کے اوپر تو اس کے سوا ہمیں کچھ نظر نہیں آتا جو کچھ ہو رہا ہے اللہ
کے حکم سے ہو رہا ہے اور اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے اللہ ہی کر تا ہے اب
مثلاً بچے پیدا ہو رہا ہے وہ ماں بلی ہو ،وہ ماں بکری ہو ،ووہ ماں بھنس
ہو ،وہ ماں گا ئے ہو ،وہ انسان کی ماں ہو، جن کی ماں ہو کسی کی بھی ماں
ہو تو ایک نظام ہے جب بچے پیدا ہو تا ہے تو اس کی پرورش کے لئے اس کیوہ
کیا کہتے ہیں نشو ونما کے لئے اللہ تعالیٰ ماں کے دل میں باپ کے دل میں محبت

ڈال دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ماں کے دل میں با پ کے دل میں سے محبت نکال لے تو
آج کی ایک اخبار میں خبر چھپی ہے وہ دلدل تھی وہ چھوٹا سا بچہ دومہینے کا
زیادہ رو تا تھا ماں باپ پر یشان تھے اس کو بلا لیکر اتنا مارا اتنا مارا وہ مر گیا دو
مہینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ پا گل پن کے علاوہ کچھ نہیں ہے اسکو آپ پا گل پن
بھی کہہ سکتے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ذہن دیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچ
دی پھر یہ بچہ پیدا ہو تاہے اس سے پہلے کہ یہ بچہ پیدا ہو اللہ تعالیٰ ماں کے
سینے کودودھ سے بھر دیتا ہے اب بھئی ماں کیا کام کر تی ہے کونسا کردار عطا
کر تی ہے دودھ بنا نے کے لئے جتنا بھی آپ اس سے جیت جا ئیں گے جتنا بھی آپ
اس میں غورو فکر کر یں گے آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی انسان کچھ بھی
نہیں کر رہا سب کچھ اللہ کر رہا ہے اب انسان کی نا دا نی اور کچھ بھی نہیں
ہے کہ سب کچھ میں کر رہا ہوں اچھاسب کچھ آپ ہی کر رہے ہیں تو آپ کو
کا رو با ر میں نقصان کیوں ہو تا ہے حضرت علی سے کسی نے سوال کیا اکہ آپ
نے اللہ کو کیسے پہچا نا انہوں نے فرما یا ارادوں کی نا کا می سے اللہ کوپہچا
ناجو میں چا ہتا ہوں وہ ہو تا نہیں ہے اور جو میں نہیں چا ہتا وہ ہر گز نہیں
ہو تا تو اردہ تک تو آپ کو اختیار کچھ نہیں ہے اب آپ دیکھئے اپنی زندگی کا
تجزیہ کر یں اب بھوک ہے روز بھوک لگتی ہے کو ئی آدمی بھوک پر کنٹرول حاصل
نہیں کر سکتا کہ صاحب میں تو رو ٹی بھی کھا ئوں گا ساری چیزیں کھا ئوں گا
ممکن ہی نہیں ،کھا نا پڑے گا کہے میں تو نہیں پا نی پیتا پا نی پینا پڑے گا جو
جسم لگے گا پتے گر گئے ڈی ہا ئدیشن ہو جا ئے گا مطلب جو بھی کچھ ہے وہ
مجبور ہے اگر اسے زندہ رہن ہے تو اسے پا نی پینا ہی پینا ہے کو ئی آدمی ساری
زندگی سو نہیں سکتا اٹھنا پڑے گا ،کو ئی آدمی ساری زندگی سو نہیں سکتا
بیداری میں پڑے گا ،سونا پڑے گا کو ی آدمی ساری زندگی بیکار بیٹھ نہیں سکتا
چلنا پڑے گا اسے تو اب کون سا ایسا معاملہ ہے میری زندگی میں آپ کی زندگی
میں زمین کی زندگی میں جس کے بارے میں زمین یہ کہے یا انسان یہ کہے کہ
صاحب یہ جو معاملہ ہے نہ یہ ہمارااپنا ذاتی ہے ایک چیز بھی آپ ایک ترجیح کے
ساتھ اور دلیل کے ساتھ ایسی بیان نہیں کرسکتے کہ جس میں آپ اللہ کے محتاج
نہ ہو ں اب سائنسی ایجا دات ہیں مسائل بنے اور ایٹم بم بنے اور یہ بنا اور وہ
بنااور جن چیزوں سے یہ چیزیں بنی ہیں وہ پہلے سے وجود ہے تو اگر با رود نہ
ہو ،گندھک نہ ہو ،نوشادر نہ ہو ،تو با رود نہیں بنے گی آپ آگ کیا بم کیا آپ ایک
پٹاخہ نہیں بنا سکتے صورت تو یہ ہے آپ زمین بنا کر دیکھا دیں اور زمین کے اندر
جتنی معدنیات ہے وہ بنا کر دیکھا دیں المونیم ہے وہ ایٹم بم میں کام آتی ہے
لوہے کا آپ آمیزہ نہ بنا ئیں تو میزائیل تو بڑی بات ہے میں اب یہ دیکھئے جتنی
بھی چیزیں آپ کی بنی ہو ئی ہے کا ئنات میں اور جتنی بھی ایجا دات اور تر قی
ہو ئی ہے آدم سے لیکر اب تک اس میں وسائل ضرور آتے ہیں زمینی وسائل کو
اگر آپتو کو ئی ایجا دمشکل نہیں ہے اگر ہے تو بتا ئیںہو سکتی ہے ایجاد وسائل
کے بغیر کو ئی چیز ایجاد ہو سکتی ہے اب وسائل اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہو ئے

ہیں اب وسائل کا جو استعمال ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ دعوت دے رہا ہے کہ
بھئی اس کوآپ استعمال کریں اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے ...عربی آیت ...کہ ہم
نے لو ہے کو نا زل کر دیا اس لئے لوگ اس سے فا ئدہ اٹھا سکیں اب آپ دیکھ لیں
اب آپ یہاں بیٹھے ہو ئے ہیں دس جگہ لو ہا نظر آجا ئے گا ہر چیزمیں کسی نہ
کسی میں لوہے کا کام ہے لو ہے کی پٹری ہوا ئی جہاز لو ہیمیں دھا ت المونیم
بھی ہو سکتا ہے ،تا نبہ بھی ہو سکتا ہے، پیتل بھی ہو سکتی ہے ،لو ہا دھا ت
اب اگر ہم اس کا نام لوہا ہی رکھے آپ یہ دیکھ لیں ہر جگہ لو ہے کا وجود آپ
کوملے گا ریل کی پٹری میں ملے گا جہاز میں ملے گا اب اللہ تعالیٰ نے خود کہہ
رہے ہیں میں نے جو وسائل کو استعمال کرو وسائل کس لئے پیداکئے ہیں کہ تم
اسے استعمال کروتو ان کے استعمال سے آپ جو نئی نئی ایجا دا ت بنا لیتے ہیتو
ظا ہر ہے اللہ کے وسائل استعمال کرتے ہیں تو وہ اللہ سے اس وسائل استعمال
کر تا ہے اب استاد سے جب وہ علم منتقل کر تاہے رو حانی استاد یہ علم منتقل
کر تا ہے کہ بندے کا خالق سے ایسا رابطہ قائم ہو جا ئے کہ بندہ بہترین غذا کھا
ئے، بہترین لباس پہنے ،بہترین گھر میں رہے ،بہترین خوشبو لگا ئے ،لیکن ذہن
اللہ کی طرف رہے اب اس کی مثال یہ ہے اب اِدھر اُدھر کے کام کر تے ہیں کھا
نا بھی کھا تے ہیں چلتے بھی ہیںگا ڑی میں بھی سفر کر تے ہیں اور آفس بھی جا
تے ہیں لیکن دن کی جو رو شنی ہے اس سے آپ کا ذہن کبھی نہں روکتا اختیار
ی ہو تا ہے اگر دن کی رو شنیوں سے آپ ک ذہن ہٹ گیا آپ کے سامنے تاریکی
آجا ئے گا اور آپ چل پھر نہیں سکیں گے اوررات کی بھی ایک تا ریکی ہو تی ہے
اب جتنے را ت کے کام ہے سو نا،آرام کر نا، مراقبہ کنسٹریشن اور اللہ تعالیٰ سے
تعلق اگر آپ کا را ت کی رو شنی سے آپ کا ذہن کٹ جا ئے تو جب ہم ہماری
زندگی کا یہ تجربہ ہے دن میں رہتے ہو ئے اختیاری طور پر غیر اختیاری طور پر
رو شنی الگ نہیں ہوتی تو اسی صورت سے جس اللہ نے رو شنی بنا ئی ہے ہم
اس اللہ سے کیوں نہیں ہم رشتے رہتے یہ ہمیں پریکٹس ہے اس بات کی جب
ہم دن میں کام کر تے ہیں تو اس کے سامنے یہ الگ بات ہے کہ آپ کے ذہن میں
یہ آجا ئے کہ میں رو شنی میں چل رہا ہوں، رو شنی میں کھا رہا ہوں ،رو شنی
میںلکھ رہا ہوں،ذہن میں ہی نہیں آتا لیکن رو شنی واقعی آپ کے ذہن میں آجا
ئے تو یہ رو حانی استاد جو ہیں یہ شا گر د کے اندر ایسی رو شنی منتقل کر دیتے
ہیں کہ وہ کچھ بھی کر ے شا دی کر ے،کا رو بار کر ے بچوں کی شا دی کر ے
جس طرح دن کی رو شنیاں اس کے اوپر منتقل ہوتی ہیں اس پر اور قرآب پاک
کی آیت کی تصدیق ہو جا تی ہے ...عربی ...اللہ ہر چیز دیتا ہے چا ہئے وہ دنیا
وی علوم میں چاہئے رو حانی علوم میں بنیادی فرق یہ ہے اگر رو حانی استاد اس
کو واقعتارو حانیت آتی ہے اب یہ بھی تو ہو تا ہے جو بہت سارے ویسے ہو تے
ہیں جنہیں رو حانیت نہیں آتی وہ رو حانی ہو تے ہیں اگر وہ رو حانی استادہو
تو آپ کو ایسا علم منتقل کر دے گا آپ کو اللہ کا بڑا احسان ہو گا آپ کچھ بھی
کر یں گے اللہ کی طرف سے آپ کا ذہن نہیں ہٹے گااور جب آپ کے اندر یہ

طرز فکر منتقل ہو جا ئے گی تو ظا ہر ہے آپ سے اللہ سے اتنی طرز فکرہے اتنے
ہی اللہ کے قریب ہو جا ئیں گے اللہ کے دو ست ہو جا ئیں گے ہےدوستی کیسے
کہتے ہیں اللہ سے قربت دوستی کا مطلب قربت ہے دشمنی دوری ہے تو جب
آپ اللہ سے قریب ہو گئے تو اللہ کے دو ست ہو گئے اور جب اللہ سے دو ست ہو
گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیا الاانا هو ...کہ اللہ کے دوستوں کو غم اور خوف
نہیں ہو تاہےپھر آپ کی زندگی جو دو زخ بنی ہو ئی ہے ااگر اللہ طرف ہو جا ئے
تو یہ ساری زندگی جنت بن جا ئے گی ہےجنت میں غم و خوف نہیں ہو تا اگر اللہ
سے جنت یہ کیا چیز ہے جنت یہی ہے نہ جنتی لوگوں کو اللہ کی تجلی کا دیدار
ہو تا ہے اور جنت کی کیا خصوصیت ہے اگر جنت میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کا
دیدار نہ ہو وہ آپ کس کام کی جنت ہے تو جب دنیا میں آپ اس اللہ سے قریب
ہو گئے اللہ تعالیٰ کا اللہ اب اللہ آپ کے سامنے ہے کا رو بار آپ کررہے ہیں اللہ
پ کے سامنے ہے ظا ہر ہے کا میاب یہی ملے گی اب رسول اللہﷺ کا ارشاد ہے
ہر آدمی اپنی جنت اپنی دو زخ ساتھ لئے پھر تا ہے تو تو جو آدمی جنت ساتھ لئے
پھر رہا ہے وہ اللہ کی قربت ہے اللہ کی قربت کیسے ہوگئی بھئی اب اللہ کی
قربت ایسے ہو گی کہ آپ کے پیغمبروں کی طرز فکر کے قریب تر ین بندے اگر کو
ئی ہو تا ہے اللہ سے تو قریب تر ین بندے اگر اللہ سے ہے تو پیغمبر ہے اب
پیغمبروں کی طرز فکر جب آپ کو منتقل ہو گئی تو آپ بھی اللہ سے قریب ہو
گئے تو رو حانی استاد کا بہت بڑا وصف ہے کہ وہ اپنے بندے کے اندراپنے شا گر د
کے اندر وہ طرز فکر منتقل کر دیتا ہے جو طرز فکر رسول اللہﷺ کی ہے ہےاختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 74

Track 2

Time 17:12

تقدیر کیا ہے ؟تقدیر مبرم اور تقدیر معلق میں کیا فرق ہے؟

یہ ساری کا ئنات یہ ساری کا ئنات پر جب ہم غور کر تے ہیں تو ساری کا ئنات
ایک فا رمولے پر بنی ہو ئی ہے یہ وہ بات ہے کائنات میں کو ئی بھی فرد ہو
انسان ہو، جنات ہو ،حیوانات ہوں ،نباتات ہوںاگر وہ نباتات ہیں تو زندگی کے
معاملا ت کو اور زندگی کو چلا نے کے لئے وہ وسائل کا اب مثلاً نباتات نبا تا ت
میں سارے پھل آجا تے ہیں پھول آجا تے ہیں اب یہ محتاج ہیں ان کوزمین ملے
تاکہ ان کی جڑیں زمین کے اندر مضبوط ہوں پھر نباتا تاب اگر آپ اس کی زمین
میں بو دیں تو آپ اس کو پا نی نہیں دیں گے تو وہ کھیت نشو ونما نہیں اگ سکتا

اور اب حیوانات بھی محتاج ہیں بکر ی دا نے کی محتاج ہے پا نی کی محتاج ہے
اسی طرح آپ نے دیکھا ہے جب شیر کو بھوک لگتی ہے تو وہ گوشت کھا نے کا
محتاج ہے تو جتنی بھی یہاں کا ئنات ہے انسان وہ کسی کا کسی کی محتاج ہے
بلکہ زندگی کے کسی نہ کسی مر حلے میںزندگی کے ہر مرحلے میں وہ محتاج ہے
اب کو ئی آدمی محتاج ہے کہ وہ ماں باپ ہوں تو وہ پیدا ہو پھر وہی بچہ محتا
ج ہے اس بات کا کہ ماں کے دل میں محبت ہو تو ماں اسے دودھ پلا ئے ما ں
محتاج ہے اس بات کا کہ ماں کو دودھ فرا ہم کر ے تو یہ کا ئنات میں جتنی بھی
ایشیاء جتنی بھی موجودات ہیں ان میں فرشتے بھی ہیں جنت بھی ہے دو زخ بھی
ہے سموات بھی ہے سب محتاج ہیںہستی کے اب وہ ہستی کون ہے ظا ہر ہے
اللہ ہے کیا اللہ نے بنا یا اور اللہ کے بنانے کے بعد مخلوق کو ایسی احتیاج کر تی کہ
مخلوق کبھی انڈپنڈید نہیں ہو سکتی وہ اللہ کی ذات سے سب تک اسے اس
وقت تک مخلوق قائم نہیں رہے سکتی اب ایک تو یہ صورت ہو ئی ہم جو ہیں
ہم بھی محتاج ہیں ؛لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان اور جنات محتاجی کے ساتھ
ساتھ اختیارات بھی منتقل کئے ہیں یہ کہ وہ چا ہیں تو اپنے اختیارات استعمال کر
سکتے ہیں اب وہ اللہ کا محتاج ہے پرردہ محترم سے محتاج یہ ہے کہ کو ئی
انسان بھوک سے پیاس سھے نہیں رہے سکتا اس کو بھوک بھی لگے گی وہ رو ٹی
بھی کھا ئے گا اس کو پیاس بھی لگے گی وہ پا نی بھی پئے گا تو وہ بھوک لگنا کچھ
نہ کچھ کھا نا یہ تقدیر مبرم ہے کیا کھا نا کتنا کھا نا یہ تقدیر معلق ہے بات تقدیر
کے معاملے میں ہزاروں بات سے بحث چلیٓآرہی ہے تو آپ لوگوں نے یہ سوال
کیا ہے سوال بہت بڑا ہے اس کے پر بہت غور سے سمجھیں اور کہی جتنے
صاحب یہاں بیٹھے ہو ئے ہیں سمجھ میں بات نہ آئے تو مجھ سے سوال کر یں با ر
با ر کر یں با ر با ر کر یں یہاں تک کہ آپ کی بات سمجھ میں آجا ئے ہدو تقدیر
یں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنا ئی ایک تقریر یہ ہے کہ جو انسان محتا ج ہے اس
میں کو ئی ردوبدل کر ہی نہیں سکتا دو سری منزل یہ ہے کہ انسان اس میں
اپنی مرضی سے اپنی انشاء سے ردوبدل کر ہو سکتا اس میں انسان کسی بھی
طرح ردوبدل نہیں کر سکتا ہاس کو کہتے ہیں مذہب کی زبان میں اسلام کی
زبان میں یعنی ایسی تقدیر جس میں انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا دو سری
تقدیر جس میں انسان اپنا ارادہ اور اختیار استعمال کر کے درو بدل کر سکتا ہے
اس تقدیر کو مذہب کی زبان میں یااسلام کی زبان میں تقدیر معلق کہتے ہیں ہ
اوار ایسی تقدیر جو معلق ہے اور جس کو آپ چا ہیں استعمال کر سکتے ہیں
ابھی میں نے تقریر بیان کی بھوک کا تقاضہ یہ تقدیر معلق ہے انسان ہی نہیں کو
ئی سی بھی رو ح بھوک پیاس کے تقاضے پر کنٹرول حا صل نہیں کرسکتی لیکن
بھوک پیاس کا تقاضہ کس طرح پو را کیا جا ئے اس میں ردوبدل کر سکتا ہے اب
مثلاً کو ئی آدمی چا ہے کہ میں اناج نہیں کھا تا میں تو پھل کھا کر گزارہ کروں
تو وہ پھل کھا کر زندہ رہے سکتا ہے کو ئی آدمی یہ چا ہے میں تو پھل بھی نہیں
کھا ئوں گا سبزیاں کھا ئوں تو وہ سبزیاں کھا کر گزرا کر لے گا ایک آدمی آٹھ رو

ٹیاں کھا تا ہے اور کبھی وہ کھا کر رحیم شحیم مو تا تازہ ہو جا تا ہے تو انہوں نے کہا بھئی جب آدمی اپنے بدن کو صیحح اس میں نشوو نما میں لا نا چا ہتا ہے فلم جو آپ کہتے ہیں وہ ہو نا چا ہتا ہے تو وہ آٹھ رو ٹی چھوڑ کر دو رو ٹی پر گزارہ کر سکتا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے آٹھ رو ٹی کھا نے والا با لکل رو ٹی کھا نا ہی چھوڑ دے اب دیکھئے دو سری زندگی کیا ہے کو ئی آدمی سو نے پر مجبور ہے ہر آدمی سو ئے گا ضرور کتنا سوئے گا کو ئی آٹھ گھنٹے سو سکتا ہے کو ئی چا ر گھنٹے سو سکتا ہے کو ئی دس گھنٹے سو سکتا ہے نیند کوآپ کم زیادہ تو کر سکتے ہیں لیکن نیند سے با لکل چھٹکا را حاصل نہیں کر سکتے تو سونا کیوں کہ مجبوری ہے سونے کی جو کیفیت ہے وہ تقدیر معلق ہے کتنا سو نا یہ تقدیر ہے پھر سو نے کے بعد جا گنایعنی یہ ہو سکتا ہے بیماری تو الگ چیز ہے اب دیکھئے کوئی آدمی قومے میں چلا جا تا ہے اس کو آپ کہیں گے جی قومے والا تو چھ مہینے تک سوتا رہا ہے اس کا الگ قانون ہے تویہ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کا اصول ہی یہ بنا کہ جہاں آپ مجبور محض ہیںجس جگہ آپ اپنا کو ئی اختیار استعمال نہیں کر تے وہ تقدیر مبرم ہے اورجہاں آپ اپنا اختیار استعمال کرسکتے وہ تقدیر معلق ہے مثلا اسلام قبول کر نا تقدیر معلق ہے حقوق پو رے کر نا تقدیر معلق ہے خد ا کو ما ننا خدا کو ماننا یہ تقدیر مبرم ہے حا لا نکہ دیکھئے یہ کنجوس لوگ اپنے ارادے و اختیار سے وہ کہتے ہیںخدا کا کوئی وجود ہی نہیں ہو تا اب آپ نے سنا ہو گا خدا کا وجود نہیں ہے ایک دھماکہ ہوا ایک حا دثہ ہوا اس حا دثہ کے نتیجے میں یہ کا ئنات بن گئی جب کہ قرآن کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس نے نے کسی وسیلے سے بندے کو پیداکیا اور بندے کو ئی عربی آیت ...اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہر تخلیق میں کو ئی نہ کو ئی شئے کو ئی نہ کو ئی وسیلہ موجود ہے اور ایک دفعہ کسی تخلیق میں اس وسیلے کو قبول کر دیں گے تو وسیلہ در وسیلہ با لاخر آپ اس عرصے تک پہنچ جا ئیں گے جہاں اس کوپیدا کر نے والا ہے وہ خالق بھی اللہ ہے تو تقدیر یہ یہ کہتا ہے میں خدا کو نہیں مانتا اب سوال یہ پیدا ہو تا ہے خدا نہیں ہے تو انکار کس چیز کا ہو رہا ہے کو ئی چیز ہے تو انکا ر ہو رہا ہے نہ بھئی جب کو ئی چیز ہے ہی نہیں اس کا وجود ہی نہیں ہو اس کا تو انکار اور اقرا ر دونوں زیر بحث آتا ہے اب وہ خدا کو سمجھنا چا ہتا ہے عقل اس کی اتنی محدود ہے کہ خدا اس کو سمجھ میں نہیں آتی وہ کہتا ہے خدا نہیں ہے سوال ہ ہے کہ خدا نہیں ہے یہ لفظ کہاں سے آیا خدا نہیں ہے اس کا مطلب پہلے مجبوری ہے خدا کو ماننا انسان کے لئے اور جنات کے لئے مجبوری ہے اب یہ اب یہ الگ با ت ہے اس مجبوری کو آپ توڑ موڑ کر   تقدیر مبرم خدا کو ماننااس کا ماننے میں آپ اپنا اختیار استعمال کر یں اوراختیار استعمال کر یں اور اسے آپ کہیں تقدیر معلق ہے کیا کو ئی وجود میں کو ئی شئے کسی بھی حا لت میں انکار نہیں کر تی یہ الگ بات ہے آپ کو ئی نام رکھ لیں فا رسی کالفظ ہے خدا،عربی کا لفظ ہے اللہ ،کہ صاحب ہم تو اللہ کو ما ننے گے خدا کو نہیں ما نتے اب ہندو کہتے ہیں ہم تو بھگوان کو ما نے گے

رحمان کو نہیں مانے گے فا رسی کہتے ہیں نے بھگوان نے رحمان ہم تو یسجان
کہے گے اور یہوری کہے گے ہم تو نے یسجان نے رحما ن الیاء کہے گے اب بہریایہ
کہتا ہے نے بھگوان نے رحمان نے خدا نے یسجدان با ت وہی ہے نا م رکھا آپ نے
مجبوری ہے یہ جو خدا کو ماننا تقدیر مبرم ہے اور خدا کے نافذ کر دہ اختیارات کو
آپ استعمال کر یں یا نہ کر یں یہ تقدیر معلق ہے جتنے بھی پیغمبر علیہم الصلوٰۃ
والسلام تشریف لا ئے انہوں نے ایک ہی پیغام دیا کسی نے نئی بات نہیں کہی مثلاً
آدم سے لیکر رسول اللہﷺ سب نے ایک ہی بات بتا ئی وہ بات یہ بتا ئی تم
مخلوق ہو تمہا را پیدا کر نے والا کوئی ہے اور اس پیدا اکر نے والے نے تمہار ے
لئے ایک ضا بطہ حیات بنا دیا ہے اگرتم اس کے بتا ئے ہو ئے معین کئے ہو ئے را
ستے پر چلوگے تو وہ را ضی ہو گا اگر تم اس کے بتا ئے ہو ئے را ستے اور تم اس
کے بتا ئے ہو ئے را ستے پر نہیں چلو گے تو وہ تم سے نا خو ش ہو گا تو اس
کامطلب یہ ہو گا کہ انبیا ء کی تعلیمات نے ہمیں کیا کچھ دیتا ہمیں نبیا ء کی
تعلیمات نے یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو نظا م بنایا ہے جمہوریت کا اس میں
زندگی کے دو واقفے ہیں ایک رخ وہ ہے جس کو اللہ پسند کر تا ہے اور ایک رخ
وہ ہے جس کو خدا پسند نہیں کر تا جس کو اللہ پسند کر تا ہے وہ انبیا ء کا را
ستہ ہے اور جس کو رب نہیں پسند کر تا وہ شیطان کا را ستہ ہے تو اس کا
مطلب یہ ہوا کہ انبیا ء کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اچھا ئی اور برا ئی کا تصوردے دیا
اور اب خدا کو ما تقدیر مبرم ہے اور اچھا ئی اور برا ئی کے تصور کو قبول کر نایہ
اچھا تصور قبول کر یںگے یا برا تصور قبول کر یں گے یہ تقدیر معلق ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ...عربی ...کہ دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ چا
ہتے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کو مانے تو کسی انسان کی یہ مجال نہیں تھی کہ
وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے انکار کر سکتا اللہ تعالیٰ نے لا اقرا فی دین کہہ کر
دین کے معاملے میںپو ری نو ع انسانی کو آگا ہ کر دیا اور یہ بتا دیا انبیا ء کے ذریعے
اور انبیا ء کے ورثہ اولیا ء اللہ کے ذریعے یہ بتا دیا کہ یہ منزلی ہے تم لوگ ایک
نقطے پر کھڑے ہو اس طرتف جا ئو گے تو را ستے بہت اچھا ہے اور جبن تم وہاں
پہنچ جا ئو گے جو نا پسندیدہ ہے تمہا رے لئے اور با ئیں ہا تھ کو تم چلو گے تو
وہاں پہنچ جا ئو گے جہاں تمہارے لئے نے پسندیدہ مقام ہے اگر االلہ تعالیٰ انسان
کو اختیار نہ دیتے یا تقدیر معلق نہ بناتے تو انسان کا اختیار ختم ہو جا تا ہے نہ
جنت رہتی ہے نہ دو زخ رہتی ہے جنت دو زخ کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان
کو اللہ تعالیٰ نے با اختیار دیا ہیچا ہے وہ جنت کے را ستے پر کھڑا ہو چا ہے وہ دو
زخ کے را ستے پر رسول اللہﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر آدمی کی جنت دو زخ اپنے ہا
تھ میں لیکر گھومتا ہوں چا ہے وہ اپنے اندر سے جنت کو نکال لے اور چا ہے وہ
اپنے اندر سے دوزخ کو نکال لے اب آپ دیکھئے اللہ تعالیٰ اچھا کھا نے کو دیتا ہے
اولاد بھی اللہ نے واالدین بھی حیات ہے بچے بھی ہیں کا رو بار بھی ہے اب یہ کھا
نا پینا رہن سہن جو ضرورت زندگی ہے وہ حاصل ہے اگر اس کے با و جود آدمی
نہ خوش رہے پا ئے تو یہ سب کیا ہے ضرورت زندگی پو ری ہورہی ہے پھر وہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر تا ہے رسول اللہﷺ نے فرما ہ ہر آدمی کی جنت دو زخ
اس کے ساتھ ہے تو جنت اور دو زخ کا را ستہ انتخاب کر نا ہے یہ تقدیر معلق ہے
اور کسی نے کسی را ستے پر چلنا یہ۰ تقدیر مبرم ہے یعنی آدمی چلے گا کھڑا تو
ہو نہ سے رہا ساری کائنات چل رہی ہے انسان بھی چلے گا تو یہ تقدیر مبرم
اور تقدیرمعلق یہ ہے کہ جہاں انسان اور ارادہ اختیار استعمال ہپو ئے ہیں میں
تو خود ایک مجبور بحث ہو ں اس کو عربی زبان میں تقدیر مبرم کہا جا تاہے ،اور
جہاں انسان اپنا ارادہ اور اختیار استعمال نہ کر سکے۔

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 74

Track 3

Time

سمجھ نہیں آرہا□□□□□□□□□□چا ہے وہ برا ئی ہو یا اچھا ئی ہو ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 74

Track 4

Time 09:03

۳۔آدمی مراقبہ کے ذریعہ زمین اور آسمان سے آزادہو جاتا ہے ۔اس تشریح
کریں؟

ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ آدمی مرا قبہ کے ذریعہ سے زمان و مکاں کی پا
بندی سے آزاد ہو جا تا ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ زمان و مکان نہیں رہے گے تو
محسوسات کی دنیا بھی نہیں رہے گی زمان و مکان کی پا بندی سے مرا د یہ
نہیں ہے کہ انسان کہ ایک حواس جو ہیں ختم ہو جا تے ہیزمان ومکاں کی پا
بندی سے مرا د یہ ہے کہ انسان کے اوپر جو ما دے کی میٹر کی جو گر فت ہے مثلا

ً اب اگر زما نیت اور اس سے توآزاد نہیں ہوں گے یہ الگ بات کہ ہم اس کو آزاد
ہو نا کہے سکتے ہیح لیکن کا فی حد تک ایک آدمی ایسے ہو ائی جہا ز میں اڑ
جاتا ہے اس طرح جس طرح وہ جسمانی طور پر ہو تو زمانیت کی کسی حد تک
اس کو اس کی ضرورت ہو تی ہے زمانیت اور مکا نیت جو ہیں وہ کسی حد تک
خلل با تیں ہیں   یا عام حالت ہے اب جیسے ہم خلاء میں جا تے ہیں آپ نے سنا
ہو گا اب جب وہ خلا ء میں گئے تو اس کا مطلب یہ نہیںہے زمانیت اورمکا نیت
ان کا وجود ہی ختم ہو گئی زمانیت میں اس سے آد می آزاد نہیں ہو سکتا اور نہ
اسپیس سے کو ئی آدمی آزاد ہو سکتا ہے اس لئے آپ کسی بھی عالم میں چلیں
جا ئیں وہاں اسپیسہ بھی ہے اورکسی بھی عالم میں چلے جائیں وہاں زمانیت
بھی ہے ، اب ہم جنت کا تذکر ہ کر تے ہیں جب ہم جنت کا تذکرہ کر تے ہیں تو
ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں وہاں درخت ہیں، وہاں میٹھے پا نی کی نہریں ہیں،
شہد کی نہریں ہیں، دودھ کی نہریں ہیں تو اگر ادھر اسپیس نہیں ہے تو چیزیں
کس طرح وجود میں آتی باغ کا ہو نا ،نہر کا ہو نا نہرون کا ہو نا تابعہ ہی اس
بات کا ہے کہ وہاں اسپیس ہے اس کا صاف مطلب ہے جنت میں اسپیسہ نہیں
ہیں اگر اسپیسہ نہیں ہو تا تو نہریں ہوسکتی کسی زمین کے بغیر نہریں ہو
سکتی کسی زمین کے بغیردرخت ہو سکتے ہیں اب مطلب یہ ہوا جنت جو ہے
اس میں بھی اسپیس ہے اب دوزخ ، دو زخ کے با رے میںے بھی بتا یا جا تا ہے
وہاں گر م پا نی ہو تا ہے آگ بھڑک رہی ہو تی ہے ہتو اگر اسپیس نہیں ہو تو
یہ سب کہاں ہو گا؟تو جہاں اسپیس ہو گی وہاں ٹائم اسپیس ہو گا مطلب
جہاںمکانیت ہو گی وہاںزما نیت ضرور ہو گی بات صرف اتنی سی ہے کہ
اسپیس کے اوپر مکانیت کے اوپر جو چیز ہمیں چلا رہی ہے وہ زمانیت ہے مثلاً
ایک آدمی زمین پر پیدل چل رہا ہے ایک آدمی زمین پر پیدل چل رہا ہے ہاور
زمین پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایک قدم اٹھا کر دو سرا قدم رکھا، دو
سرا اٹھا کر تیسرا رکھا اور یہاں سے مرا قبہ ہال سے مسجد تک چلا گیا تو مرا
قبہ ہال سے مسجد تک جا نے میں ہی جہاں یہ قدم رکے وہ سب اسپیس ہے اور
سے مرا قبہ ہال سے مسجد تک جا نے میں ہوا میں کتنے قدم اٹھے یا جتنا وقت لگا
وہ مکا نیت ہے تو مکا نیت میں یا مرا قبہ زمانیت اور میںمکا نیت سے آزادی کا
مطلب یہ ہے اس زمین پر مادی اعتبار سے جس طرح کہ ہم زندگی گزار رہے
ہیں اس زندگی سے آزاد ہو کر سفر کر نا جو ہے وہ مکا نیت اور زمانیت سے
آزاد ہو ناہے ہمقصد یہ نہیں ہے زمین بھی ختم ہو گئی اور ٹا ئم بھی ختم ہو گا
اور اس کی مثال یوں ہے ہم سو تے ہیں اور سونے کی حالت میں ہر انسان
خواب دیکھتا ہے کو ئی آدمی ایسا ہو گا جو خواب نہیں دیکھتا ہو اور جو خواب
نہیں دیکھتا وہ بیماری ہے ہر دن بخار ضرور رہتا ہے تو یاد رہے نہ رہے لیکن
خواب ضرور دیکھنے چا ہئے تو ابھی ہم یہاں سو رہے ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں
کہ آپ ہ کہ دربار میں حا ضر اور سلام پڑھ رہے ہیکتنا سفر ہے اگر آپ پیدل
چلیں تو چھ مہینے میں پو چھیں گے لیکن سو نے کی حالت میں آپ رسول اللہ ہ

کہ دربار میں حا ضر ہیں الصلوٰ ۃ والسلام پڑھ رہے ہیں اورابھی آپ کو ہلا یا تو
آپ یہاں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پا کستان بھی ہے ہپاکستان سے مدینہ
منورہ کا را ستہ بھی ہے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی بھی ہے اور مسجد نبوی
میں دربار میں کھڑے سلام بھی پڑھ رہے ہیں ہلیکن یہ فا صلہ اتنی تیزی سے طے
ہو گیا کہ اس کو ہم وقت کی پیما ئش میں نہیں لا سکتے تو وقت کی پیما ئش
میں نہ لا نا جو ہے یہ مکا نیت اور زمانیت ہےہمراقبہ میں مکا نیت اور زمانیت
سے آزاد ہو نے کا مطلب یہ ہے انسان کی جو مادی زندگی ہے اس مادی زندگی
سے نکل کر وہ رو حانی زندگی میں سفر کر ے اب مقصد یہ نہیں ہے مکا نیت
زمانیت ختم ہو جا تی ہے مکا نیت زمانیت ہر جگہ ہے اب دیکھئے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ مر نے کے بعد عالم اعراف ہو گا وہاں لوگ رہیں گے تو رہیں گے کہاں
زمین پر رہیں گے اس کے بعد حشر و نشر ہو گا سارے لوگ جمع ہو نگے اللہ تعالیٰ
بحیثیت ا سپیس کے عدالت قائم کریں گے اگر اسپیس نہیں ہو گی تو لوگ کہاں
کھڑے ہونگے کہاں لگی گی اللہ تعالیٰ تو زمانیت مکا نیت ہر جگہ موجود ہے پو
رے عالمین میں موجو دہے الحمد اللہ ر ب العالمین ...سب تعریف اس رب کے لئے
ہے جو تمام عالمین کا رب ہے عالمین سے مراد ظا ہر ہے اسپیس ہی ہو سکتی
ہے یہ زمین بھی ایک عالم ہے تو عالمین سے مرا دیہ اربوں کھربوں دنیا ئیں
موجود ہیں جس طرح یہ ہماری دنیا ہے جس میں ہم رہے رہیں ہیں تو
روحانیت کا منشاہ آدمی زمانیت اور مکا نیت سے آزاد ہو تا ہے یہ نہیں ہے کہ
زمانیت ختم ہو جا تی ہے بلکہ یہ ہے اس کے اندر ایسی رفتا ر پر واز پیدا ہو جا
تی ہے اس کے اندرن سفر کر نے کی ایسی صلاحیت منتقل ہو جا تی ہے کہ مادی
سفر سے اس کی آنکھ سفر نہیں کر تی اور اقرآن میں اس کا یہ بھی تذکرہ ہے
قرآن پاک میں فرما تے ہیں ...عربی آیت ...کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو
راتوں رات یعنی بنی رات کی محفل میں مدینہ منورہ سے مسجد نبوی میں اور
پھر اس کے بعد آسمانوں کی سیر ہو ئی اور جناب نتیجہ میں تمام انبیا ء علیہم
الصلوٰ ۃ والسلام نے انعامت فرما ئی ایک آسمان دو سرا آسمان تیسرا آسمان چھٹا
آسمان عرش پھر اوپر کے مکامات سارے طے کر کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ...عربی
آیت ...کہ اتنا فا صلہ رہے گیا جیسے دو کمان بلکہ اس سے قریب...عربی آیت ...
بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے با تیں بھی کی اللہ تعالیٰ کورسول اللہﷺ کو دیکھا
بھی اللہ تعالیٰ کی آواز بھی سنی اور اللہ تعالیٰ نے تو اگر یہ ٹا ئم اسپیس کا
مطلب یہ ہے کہ صاحب رو حانیت کا مطلب یہ ہے کہ مکا نیت ختم ہو گئی ...
عربی آیت ...تو یہ کائنات بنی ہی زمانیت اور مکا نیت کے لئے ہے تمام عالمین
میں مکانیت اور زمانیت ہے اور مکا نیت اور زمانیت کی موجود گی کی وجہ سے
ہی آج آپ عالمین میں دا خل ہو سکتے ہیں اگر عالمین میں زمانیت اور مکا نیت
نہ ہو تو عالمین میں داخل ہو نا عالمین کو دیکھنا عالمین سے متعارف ہو
نامکانیت اور زمانیت ہے ہاختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 74

Track 5

Time 31:35

روحانی علوم کے بارے میں وضاحت فرما ئیں

ایک صاحب نے سوال کیا کہ ہم لوگ تو جا نتے بھی نہیں ہوں گے جس طرح علوم
سیکھے ہیں کمیسٹری ہے،فزکس ہے فلسفہ ہے علوم کی بے شمار قسمیں ہیں
موجودہ دور میں سائنس کی سائنسی علوم کی بے شمار شا خیں ہیں اسی طرح
ایک علوم جو ہیں وہ روح کا بھی ہے اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ صاحب روح
کا علم تو اللہ نے کسی کو نہیں پتا یاروح کا علم اللہ نے بتا یا ہے اور اس کی
شہادت قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں یسعلونا...آپ ہ فرما دیجئے جو
ؤپ سے روح کے بارے میسوال کر تے ہیں ہتو آپ فرمادیجئے روح میرے عرب کے
امر سے ہے وماوتیتم ...جو کچھ علم دیا گیا وہ قلیل ہے کہے روح کا علم تو دیا
گیا لیکن وہ قلیل ہے اب سوال یہ ہے کہ قلیل کس کا قلیل اللہ تعالیٰ نے روح کا
جو علم دیا یعنی اللہ تعالیٰ کی لا متنا ہی علوم ہیں کون سے لا متناہی علوم
اللہ تعالیٰ قرؤن پاک میں فرماتے ہیں اگر تمہارے سارے سمندر روشنا ئی بن جا
ئیں سارے درخت قلم بن جا ئیں رو شنا ئی بھی ختم ہو جا ئے گی اور قلم بھی
ختم ہو جا ئیں گے اللہ کی با تیں با قی رہے جا ئیں گی وہ لا متنا ہی ہے اس
لامتنا ہی کا علم کا قلیل اللہ نے دیا تو آپ غور فرما ئیں جس علم کو سمندر کور
نہیں کر سکتا جس علم کو ساری دنیا کے درخت ان کی شاخیں ان کی جڑیں قلم
بن کر ختم نہیں کر سکتے اس علم کا قلیل کتنا ہو گا ...عربی آیت ...ہم نے
تمہیں جو روح کا علم دیا ہے وہ قلیل ہے لیکن دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ
کم کس طرح اللہ کے علم کا قلیل ہے ،اللہ کے علم کا قلیل وہ اتنا ہے کہ آپکے
پاس درخت ختم ہو جا ئیں گے سمندر ختم ہو جا ئیں گے وہ با قی رہے گا تو روح
کا جو علم ہے وہ بھی ایک علم ہے جس طرح دوسرے علم لیکن یہ علم جو ہے
اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے ہتو اس علم کو سمجھا نے کے لئے اس علم کو پھیلا نے کے
لئے اپنے شا گردوں کے ذہن نشین کر انے کے لئے اس کے کچھ قاعدے اور ضابطے بنا
ئے ہیں جیسے آپ دیکھئیکو ئی علم آپ نہیں پڑھ سکتے جب تک کہی اب کا خیال
نہ رکھیں یا

a b c d

نہ پڑھیں اس کا نام کچھ بھی رکھ لیں جب تک آپ کسی علم میں ماسٹر نہیں
بنے گے ہمیں آپ پہلا قاعدہ پڑھیں پھر پہلی کتاب پڑھیں پھر دو سری پھر میٹرک
کر یں پھر بی اے کریں پھر گریجویشن کر یں پھر بی اس سی ہو گی میں یہ نہیں

بول سکتا کہ آپ نے قاعدہ الف ب پڑھا ہی نہ ہو اور آپ کی بی ایس سی ہو
جا ئے کیا ایسا ہو سکتا ہے بھا ئی بغیر قاعدہ پڑھے تو کو ئی آدمی بے ایس سی
کیا میٹرک بھی نہیں کر سکتا میں مان ہی نہیں سکتا کو ئی بغیر قاعدہ پڑھے ہو
ئے کو ئی علم کا درجہ حاصل ہے ایک نظر رو حانی علوم میں بھی وہی درجہ ہے
اولیا ء اللہ اور یہ کام شروع ہوا غوث العظم بڑے پیر صاحب سے ہوا اور
شروعات وہی روحانی علوم کی درجہ بندی یہ بڑے پیر صاحب سے ہو ئی اور
ویسے رو حانیت بڑے پیر صاحب کے زمانہ سے شروع ہو گئی تو اس کا جو قاعدہ
ہے علوم ہیں ان میں انہوں نے موٹی موٹی با تیں یہ بتا ئی کہ ہر انسان کے
اندرچھ روشن نقطہ ہے ہر انسان کے اندر چھ روشن ہیں تو تو چھ روشن پر
انسان کی زندگی کا درومدار ہے انسان کی عقل و شعور کا درومدار ہے انسان
کی ریاست کادرومدار ہے ان چھ روشن نقطہ ہیں ان کو روحانی لوگ لطا ئف
کہتے ہییعنی چھ لطا ئف، چھ تقدریں ،چھ مشن ،چھ کتاب کچھ بھی کہہ لوتو
اس چھ دا ئروں کو لطا ئف کہتے ہیں یعنی یعنی چھ لطیفہ تو وہ لطیفہ کس
طرح کام کر تے ہیں ذہن کیسے بنتا ہے تصوف کیسے بنتا ہے خیال کیسے بنتا ہے
خیال کے بعد ہم کسی کو کسی چیز کو کس طرح دیکھتے ہیں وہ چیز ہمیں کس
طرح دیکھتی ہے یہ تعلیم کی تفصیلات یہ سوال جب صاحب نے کیا ہے میرا
خیال ہے یہاں کی مجلس کی منا سبت سے نہیں ہے ہسوال ایسا کر نا چا ہئے
ہم نے پہلے بھی بتا یا اب دیکھئے اتنے سارے لوگ بیٹھے ہو ئے ہیں کسی کے لطا
ئف سمجھ میں نہیں آرہے ہتو یہ ہوا دوسرا سوال بر حال اتنا آپ سمجھ لیں کہ
روحانی قاعدہ جو ہے اس میں چھ روشن نقطہ ہو تے ہیں اور ان چھ نقطوں
سے ہی ابتداء ہو تی ہے اور ان ہی چھ نقطوں سے تمام علوم پڑھا ئے اور سیکھا
ئے جا تے ہیں ہاختتام